(S_1997_4_412_417)

سپریم کورٹ رپورٹس (1997) SUPP. 4 ایس سی آر

# ریاست آندھرا پردیش

بنام

# بسل کرشنا کنڈو اور دیگر

3 اکتوبر 1997

[ایم۔کے۔مکھرجی اور کے۔ٹی۔تھامس، جسٹسز]

مجموعہ ضابطہ فوجداری، 1973- دفعہ 438، 437(1)- پی ایس سی امتحان کے پرچے فاش ہونا- مدعاعلیہ/ چھاپنے والے کو بلیک لسٹ کیا گیا- تاہم، افشا جاری رہا- امتحانات منسوخ- تحقیقات سے پتہ چلا کہ جواب دہندگان نے ڈمی فرموں کے ذریعے چھاپنے کا کام حاصل کیا- واحد جج کی جانب سے پیشگی ضمانت منظور کی گئی- منعقد، بعد از گرفتاری ضمانت اور قبل از گرفتاری ضمانت کے لیے مختلف تحفظات ہیں- گھناؤنا جرم- پولیس تفتیش سے پہلے پیشگی ضمانت کی منظوری تفتیش کو نقصان پہنچائے گی۔

پہلا جواب دہندہ اور اس کا بیٹا، دوسرا جواب دہندہ ایک پرنٹنگ پریس کے مالک تھے جو پبلک سروس کمیشن، آندھرا پردیش (PSC) کے ذریعہ 1993 میں منعقدہ امتحان کے لیے سوالیہ پرچے چھاپنے کے لیے مصروف تھے۔ ذمہ دار بھی پائے گئے۔ حکومت نے جواب دہندگان کو بلیک لسٹ کر دیا۔ تاہم اس کے بعد بھی سوالیہ پرچوں کے فاش ہونے کا سلسلہ جاری رہا اور 1996 اور 1997 میں امتحانات منسوخ کرنے پڑے۔ اس کے بعد فوجداری مقدمات درج کیے گئے۔ تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی کہ جواب دہندگان نے PSC کے سکریٹری کے ساتھ ملی بھگت سے سوالیہ پرچوں کی پرنٹنگ کا کام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے بنگلور میں ایس کی سربراہی میں چھاپنے والے کی ایک ڈمی فرم تھی، جو محض نام کا قرض دہندہ تھا، جبکہ اصل پرنٹنگ پریس کے پریس میں کی جاتی تھی۔ کلکتہ میں جواب دہندگان یہ پتہ چلا کہ ایک اور

چھپائی کے قیام کے مالک کے طور پر، جواب دہندگان نے انٹرمیڈیٹ کے امتحانات کے سوالیہ پرچوں کی پرنٹنگ کا کام حاصل کیا تھا۔

مدعا علیہان نے فوجداری مقدمہ کی دفعہ 438 کے تحت پیشگی ضمانت کے لئے عدالت عالیہ سے رجوع کیا۔

عدالت عالیہ نے مدعا علیہان کو بنیادی طور پر اس بنیاد پر پیشگی ضمانت دی کہ اگرچہ مبینہ جرائم غیر ضمانتی ہیں لیکن یہ سبھی ایسے جرائم ہیں جن پر فرسٹ کلاس کے مجسٹریٹ کی طرف سے مقدمہ چلایا جاسکتا ہے اور اس کے علاوہ موت یا عمر قید کی سزا نہیں ہے۔اس نے یہ بھی کہا کہ اے کا بیان، جو بنیادی طور پر پرچہ فاش کرنے کے لئے ذمہ دار ہے، جواب دہندگان اور پرچے فاش کرنے والے افراد کے درمیان کسی گٹھ جوڑ کی نشاندہی نہیں کرتا ہے۔

ناراض ہو کر ریاستی حکومت نے اپیل دائر کی۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد 1.1 :۔واحد جج کو مجرمانہ سازش کی نوعیت اور سنگینی سے آگاہ کرنے کے بعد مدعا علیہان کو پیشگی ضمانت نہیں کرنی چاہیے تھی۔ یہ دفعہ 438 کے تحت جواب دہندگان کو پیشگی ضمانت دینے کے لیے صوابدید کا استعمال کرنے کے لیے موزوں نہیں ہے۔اگر پولیس کی طرف سے پوچھ گچھ کرنے سے پہلے جواب دہندگان کو ضمانت کے آرڈر سے لیس کیا جاتا ہے تو اس سے تفتیش اور اس کے نتیجے میں مفاد عامہ کو بہت نقصان پہنچے گا۔[C-D-417]

2.1 واحد جج نے غلطی سے دفعہ 437 ضابطہ فوجداری میں زیر غور رو فکر کو دفعہ 438 کضابطہ فوجداری دفعہ 438 میں دی گئی صوابدید کی وسعت میں دوربین کیا ہے، ضابطہ فوجداری کی تمام غیر ضمانتی جرائم پر لاگو ہوتا ہے اور جن میں سزائے موت یا عمر قید کی سزا نہیں ہوتی۔ دفعہ 437(1) میں اشارہ کیا گیا ہے ضابطہ فوجداری[A-416؛H-415]

2.2۔ دفعہ 438 کی ضابطہ فوجداری کے تحت پیشگی ضمانت دینے میں عدالت کے فیصلے پر عمل کرنے والے تحفظات مادی طور پر ان باتوں سے مختلف ہیں جب گرفتاری کے بعد یا کسی سزا یافتہ شخص کی طرف سے جس کی اپیل زیر التوا ہے ضمانت کے لیے درخواست دائر کی جاتی ہے۔[E-F-416]

ریاستی نمائندہ بذریعہ سی بی آئی بنام انیل شرما، جے ٹی (1997) 651 7 اور راجستھان کے پوکر رام بنام سینٹ، اے آئی آر (1985) ایس سی 969 کے ذریعہ ریاستی نمائندے نے انحصار کیا۔

3۔ دفعہ 438 ضابطہ فوجداری صرف ذیلی عدالت کے ذریعے قابل سماعت جرائم تک محدود نہیں ہے، جیسا کہ واحد جج نے اپنی صوابدید کا استعمال کرتے ہوئے فرض کیا ہے، بلکہ فسٹ کلاس مجسٹریٹ کے ذریعے قابل سماعت جرائم تک بھی محدود ہے۔[B-416]

4.1۔ اے کا بیان، جو کلکتہ میں جواب دہندگان کے پرنٹنگ پریس میں پروف ریڈر رہے، اور اس کے شوہر کے بیان سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ایس، جو بنگلور میں ڈمی پریس کی سربراہ تھی، پریس میں بطور پروف ریڈر کام کرتی تھی۔ کلکتہ کے جواب دہندگان میں سے اور فاش ہونے والے سوال کے پرچے دراصل جواب دہندگان کے پریس میں چھاپے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ایک اور ملزم آر کے اعترافی بیان سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ فاش ہونے والے سوالیہ پرچے جواب دہندگان کے پریس میں چھاپے گئے تھے اور آر کو فاش ہونے کا راز تھا۔[A-B- 417;H-416]

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1997 کی فوجداری اپیل نمبر 923-924۔

آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے 20.6.97 کے فیصلے اور حکم سے 1997 کے فوجداری پیٹیشن نمبر 1863-64 میں۔

اپیل گزار کی طرف سے اے۔ ایس۔ نمبیار اور جی۔ پربھاکر۔

جواب دہندگان کی جانب سے سشیل کمار، شیکھر باسو، اے ۔کے ۔پنجا، سنجے کمار گھوش، سنجے کمار، جوئے ملیہ باگچی، مسز ڈی بھارتی ریڈی اوراے اچارجی شامل ہیں۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

جسٹس تھامس، خصوصی اجازت دے دی گئی۔

ریاست آندھراپردیش اس معاملے میں مدعاعلیہان کو پیشگی ضمانت دینے کے آندھراپردیش عدالت عالیہ کے ایک فاضل واحد جج کے حکم سے بہت ناراض ہے۔لہٰذا ریاست نے یہ اپیلیں 20.6.1997 کے مذکورہ حکم کو چیلنج کرتے ہوئے دائر کی ہیں۔

ان اپیلوں کو نمٹانے کے لئے ضروری حقائق کا خلاصہ درج ذیل ہے:

پہلے جواب دہندہ بمل کرشنا کنڈو اور ان کے بیٹے رشی کیش کنڈو (جو دوسرے مدعاعلیہ ہیں) میسرز یوریکا پرنٹرز پرائیویٹ لمیٹڈ کے ذریعہ چلائے جانے والے پرنٹنگ پریس کے مالک تھے۔انہیں ریاست آندھراپردیش کے پبلک سروس کمیشن (مختصر طور پر پی ایس سی) نے پی ایس سی کے ذریعہ منعقدہ امتحان کے لئے طے شدہ پرچہ پرنٹ کرنے کے لئے شامل کیا تھا۔سال 1993 میں پرچے فاش ہوئے تھے اور اس وقت یہ بات سامنے آئی تھی کہ پرنٹرز بھی اس طرح کے فاش ہونے کے ذمہ دار ہیں۔آندھراپردیش حکومت نے 6.1.1994 کے حکم کے ذریعہ جواب دہندگان کو بفاش لسٹ کیا۔تاہم، اس طرح کی بفاش لسٹنگ نے پی ایس سی کے ذریعہ منعقدہ اس طرح کے امتحانات کے لئے بعد کے سالوں میں بھی پرچے فاش ہونے سے نہیں روکا۔اس طرح کے ایک امتحان کے سلسلے میں دسمبر 1996 میں اور دوسرا مارچ 1997 میں منعقد ہوا تھا جس کے سلسلے میں حکومت کو امتحانات سے پہلے پرچے فاش ہونے کے سنگین الزامات کے نتیجے میں امتحانات کو منسوخ کرنا پڑا تھا۔اس کے بعد حیدرآباد پولیس نے جرائم کے دو مقدمات درج کیے اور سی آئی ڈی پولیس نے اس کی تحقیقات شروع کیں۔(جرم 31/97 اور جرم 45/97)۔جانچ کے دوران پولیس کو پتہ چلا کہ مدعاعلیہان کی بفاش لسٹنگ کے باوجود انہوں نے پی ایس سی کے سکریٹری کی

ملی بھگت سے ایس کے ساہا کا نام بنگلور کے منجوشری پرنٹرز کے مالک کے طور پر پیش کر کے سوالنامے کی چھپائی کا کام حاصل کیا۔ فاشن درخواست گزار کے مطابق، سوالیہ پرچے دراصل کلکتہ میں جواب دہندگان کے پریس میں چھپے تھے اور ایس کے ساہا محض ایک نام قرض دہندہ تھے۔ یہ بھی انکشاف ہوا ہے کہ جواب دہندگان نے خود کو نثارج پرنٹرز بنگلور نامی ایک اور پرنٹنگ ادارے کا مالک ظاہر کیا اور بورڈ آف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کے ذریعہ منعقدہ انٹرمیڈیٹ امتحانات کے لئے پرچوں کی پرنٹنگ کا کام حاصل کیا۔ اس کے لئے جواب دہندگان نے بورڈ آف انٹرمیڈیٹ ایجوکیشن کے کچھ افسران کے ساتھ مل کر مجرمانہ سازش رچی۔ مذکورہ مرحلے پر ہی مدعا علیہان نے پیشگی ضمانت کے لئے عدالت عالیہ سے رجوع کیا۔

جواب دہندگان کے حق میں فیصلہ دینے والے فاضل واحد جج نے خود کو مندرجہ ذیل الفاظ میں جرم کی سنگینی سے آگاہ کیا:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ انٹرمیڈیٹ امتحانات کے پرچے فاش ہونا ایک گھناؤنا اور نا قابل معافی جرم ہے۔ یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ کچھ لوگوں نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر ان کاغذات کو بیچ کر لاکھوں اور کروڑوں روپے کا کاروبار کرنے کی کوشش کی۔ ظاہر ہے کہ انٹرمیڈیٹ کا امتحان دینے والے لاکھوں طالب علموں کا کیریئر بری طرح متاثر ہوا ہے''۔

ریکارڈ پر موجود مواد کا مطالعہ کرنے کے بعد واحد جج نے خود کو پیشگی ضمانت دینے کے لئے قائل کیا، بنیادی طور پر مندرجہ ذیل دلیل کے لئے:

انہوں نے کہا، 'ایسا ہونے کی وجہ سے، وہ کون سے جرائم ہیں جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ ان کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے، یہ غور طلب سوال ہے۔ فاضل ایڈیشنل پبلک پراسیکیوٹر نے منصفانہ طور پر کہا ہے کہ ان درخواست گزاروں کے خلاف بنائے گئے جرائم دفعہ 420، 468 اور 406 آئی پی سی کے تحت قابل سزا ہیں۔ مزید برآں، تحقیقات کافی حد تک مکمل ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ یہاں تک کہ اگر پیشگی ضمانت مانگنے والے قندوز سے حراست میں پوچھ تاچھ کی درخواست کی جاتی ہے، تب بھی ان سے پوچھ تاچھ کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔

(یہ واضح ہے کہ "فسٹ کلاس جرائم" کے الفاظ سے واحد جج کا مطلب صرف "فسٹ کلاس مجسٹریٹ کے ذریعہ قابل سزا جرائم" ہوگا۔

یہ واضح ہے کہ فاضل واحد جج نے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 438 میں بیان کردہ صوابدید کو اس بنیاد پر استعمال کرنے کا انتخاب کیا ہے کہ اس میں ملوث جرائم میں موت یا عمر قید کی سزا نہیں ہے۔ یاد رہے کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 438 کا اطلاق تمام غیر ضمانتی جرائم پر ہوتا ہے نہ کہ صرف ان جرائم پر جن کی سزا موت یا عمر قید ہے۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اس دفعہ کا اطلاق صرف ان جرائم تک محدود نہیں ہے جو خصوصی طور پر سیشن کورٹ کے ذریعہ قابل سماعت ہیں۔

ضابطہ اخلاق کی دفعہ 438 میں ایسا کوئی اشارہ نہیں ہے کہ غیر ضمانتی جرائم میں وقفے کو جائز قرار دیا جائے جس میں سزائے موت یا عمر قید کی سزا دی جاسکتی ہے اور دیگر کو عمر قید سے کم سزا دی جاسکتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی درجہ بندی کوڈ کی دفعہ 437(1) میں کی گئی ہے، فاش اس دفعہ کا تعلق صرف گرفتاری کے بعد کی ضمانت سے ہے نہ کہ قبل از گرفتاری ضمانت سے۔ ایسا لگتا ہے کہ فاضل واحد جج نے دفعہ 437 میں غور وخوض کو ضابطہ اخلاق کی دفعہ 438 میں بیان کردہ صوابدید کے طول وعرض میں ڈھال دیا ہے۔

اس عدالت کی تین ججوں کی بیٹھک نے پوکر رام بنام ریاست راجستھان، اے آئی آر (1985) ایس سی 969 کیس میں کہا ہے۔

عدالت نے کہا کہ دفعہ 438 کے تحت پیشگی ضمانت دینے کے عدالتی فیصلے سے متعلق متعلقہ باتیں اس وقت سے مختلف ہیں جب تفتیش کے دوران گرفتار کیے گئے کسی شخص کی جانب سے ضمانت کی درخواست کی جاتی ہے اور اس کی اپیل اعلیٰ عدالت میں زیر التوا ہوتی ہے اور اپیل زیر التوا ہونے کے دوران ضمانت مانگی جاتی ہے۔

اسی طرح کے مشاہدات ہم نے سی بی آئی بنام انل شرما، جے ٹی (1997) 7 ایس سی 651 کے ریاستی نمائندے کے ایک حالیہ فیصلے میں بھی کیے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ پیشگی ضمانت کی درخواست پر غور کرتے وقت عدالت کو جو غور کرنا چاہیئے وہ گرفتاری کے بعد ضمانت پر رہائی کی درخواست کی طرح نہیں ہونا چاہیئے۔

فاضل واحد جج نے ریکارڈ پر موجود مواد کی جانچ پڑتال کے بعد مشاہدہ کیا ہے کہ" یہاں تک کہ ارونا کماری پروف ریڈر کا ضابطہ فوجداری کی دفعہ 164 کا بیان بھی۔ پرچے فاش ہونے کے لئے بنیادی طور پر کون ذمہ دار ہے، اس سے یہ بھی اشارہ نہیں ملتا ہے کہ ان ملزم درخواست گزاروں اور مذکورہ پرچے فاش کرنے والے افراد کے درمیان کوئی گٹھ جوڑ ہے۔

ریاست آندھرا پردیش کے فاضل وکیل نے ہماری توجہ اس حقیقت کی طرف مبذول کرائی کہ کلکتہ میں جواب دہندگان کے پرنٹنگ پریس کی پروف ریڈر محترمہ ارونا کماری کے تفتیش کے دوران ریکارڈ کیے گئے بیان اور ان کے شوہر کے پی راؤ کے بیان میں یہ حقیقت کہ ایس کے ساہا کلکتہ میں جواب دہندگان کے پریس میں انگریزی اور سنسکرت میں پروف ریڈر کے طور پر کام کر رہے تھے، واضح طور پر سامنے آچکا ہے اور پی ایس سی کے ذریعہ منعقد کئے گئے اہم امتحان کے پرچے اصل میں جواب دہندگان کے پریس میں چھاپے گئے تھے، ان گواہوں نے بھی انکشاف کیا تھا۔ درخواست گزار کے وکیل نے ہماری توجہ ایک اور حقیقت کی طرف مبذول کرائی ہے کہ ایک اور ملزم (رانی ابراہم) کے اعترافی بیان میں یہ انکشاف ہوا تھا کہ سوالیہ پرچے مدعاعلیہان کے پریس میں چھاپے گئے تھے اور گواہ کو بھی فاش ہونے کی جانکاری تھی۔

ہماری پختہ رائے ہے کہ یہ مدعاعلیہان کو پیشگی ضمانت دینے کے حق میں دفعہ 438 کے تحت صوابدید کا استعمال کرنے کا معاملہ نہیں ہے۔ یہ بات پریشان کن ہے کہ جب جواب دہندگان کو اس طرح کے الزامات کے خلاف کھڑا کیا جاتا ہے، جس میں سوچی سمجھی سازش شامل ہوتی ہے، قبل از گرفتاری ضمانت کا حکم، حالانکہ کچھ شرائط کے تابع ہوتا ہے، کے مضمرات کو فاضل واحد جج نے دھیان میں نہیں رکھا ہے۔ ہمیں اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر پولیس کی جانب سے پوچھ گچھ سے پہلے جواب دہندگان کو اس طرح کے احکامات

سے لیس کیا جاتا ہے تو اس سے تفتیش کو بہت نقصان پہنچے گا اور سازش میں شامل تمام مضمرات کو بے نقاب کرنے کے امکانات متاثر ہوں گے۔ اس کے نتیجے میں عوامی مفاد کو بھی نقصان پہنچے گا۔ مجرمانہ سازش کی نوعیت اور سنگینی اور" لاکھوں طالب علموں کے کیریئر" پر اس کے منفی اثرات کے بارے میں خود کو آگاہ کرنے کے بعد، فاضل واحد جج کو خود کو اس صوابدید کا استعمال کرنے کے لئے قائل نہیں کرنا چاہئے تھا جو پارلیمنٹ نے کوڈ کی دفعہ 438 کے ذریعہ سیشن ججوں اور عدالت عالیہ کو بہت سوچ سمجھ کر دی تھی۔ مدعا علیہان کو اس طرح کے قبل از گرفتاری ضمانت کے حکم کے ساتھ حمایت کرتے ہوئے۔

نتیجتاً، ہم ان اپیلوں کو منظور کرتے ہیں اور آندھرا پردیش عدالت عالیہ کے اس حکم کو رد کرتے ہیں جس میں اس معاملے میں مدعا علیہان کو پیشگی ضمانت دی گئی تھی۔

ایس کے۔

اپیلوں کی منظوری ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2024.08.03 15:39
I am the author of this
document